اُنیس غلام اُنیس پیالے

تحریر : مصطفیٰ خرامان

ترجمہ : رفیع الزماں زبیری

نقاشی : میتراں عبدی

اُنیس غلام اُنیس پیالے

مصطفیٰ خراماں

ترجمہ : رفیع الزّماں زبیری

جاگو جگاؤ

ہمدرد فاؤنڈیشن پریس کراچی

کسی زمانے میں ایک شہر پر ایک حاکم حکومت کرتا تھا۔ شہر کے زیادہ تر لوگ اُس کے غُلام تھے۔ کسان، محنت مزدوری کرنے والے، روٹی پکانے والے، بکریاں چرانے والے سب ہی اُس حاکم کے غُلام تھے۔ جو زیادہ تنومند اور اچھّے تھے وہ حاکم کے محل میں کام کرتے تھے۔

حاکم کا محل بڑا خوب صورت اور شان دار تھا۔ حاکم وہیں اپنا دربار لگاتا تھا اور شہر کے معاملات طے کرتا تھا۔ محل میں ایک بڑا سا ہال تھا جس میں چالیس ستون تھے۔ جب حاکم شہر کے معاملات طے کرنے کے لیے

تخت پر بیٹھتا تو ہر ستون کے ساتھ ایک غُلام کھڑا ہو جاتا۔ یہ غُلام اِس طرح بے حس و حرکت کھڑے رہتے جیسے انسان نہ ہوں پتھّر کے مجسمے ہوں۔ کوئی ایک لفظ بھی نہ بولتا۔ ہال میں ایک محراب کے نیچے ایک چھوٹی سی میز اور ایک کرسی رکھی رہتی تھی۔ اُس کرسی پر جلّاد بیٹھتا تھا۔ اُس کی تیز دھار والی تلوار اُس کے سامنے میز پر کھُلی رکھی رہتی تھی اور وہ حاکم کے حُکم کا مُنتظر رہتا تھا۔ دوسری طرف ایک ایسی ہی میز اور کرسی رکھی ہوتی۔ میز پر ایک چینی خوب صورت پیالہ اور شراب کی صراحی رکھی ہوتی اور کرسی پر ایک غُلام بیٹھا اِس بات کا مُنتظر رہتا کہ کب حاکم کو شراب کی خواہش ہو اور وہ صراحی میں سے شراب نکال کر حاکم کو پیش کر دے۔

حاکم کا وزیر کاتب اور خزانچی مختلف محرابوں کے نیچے اپنی اپنی نشستوں پر مُستعد بیٹھے ہوتے تاکہ اِدھر حاکم کا حُکم ہو اور اُدھر اُس پر عمل کریں۔

ایک روز ایک غُلام کو جو گیہوں کے کھیتوں پر کام کرتا تھا۔ اُس کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ حاکم کے محنتی غلاموں میں سے تھا۔ اُس نے اِس سال جو لگان یعنی زمین کا ٹیکس حاکم کو دیا تھا وہ دو سال کے لگان کے برابر تھا۔ اِس لیے اُسے یہ عزّت مل رہی تھی کہ وہ حاکم کے سامنے پیش کیا جا رہا تھا۔ وزیر نے اِس غُلام کے بارے میں حاکم کو بتایا کہ اِس نے کیا کارنامہ کیا ہے۔ حاکم نے جس کا مٹاپے کی وجہ سے کلے پر کلہ چڑھ رہا تھا بولا :

"میرا جی چاہتا ہے کہ تیری خدمت کے صلے میں تُجھے کُچھ دوں۔ میں سوچ رہا ہوں کہ تُجھے ہر سال فصل میں سے تیرے حصّے کے طور پر جو گیہوں دیے جاتے ہیں اُن سے دو ناپ زیادہ گیہوں دے دوں۔ بتا کیا تو راضی ہے ؟"

بے چارے کسان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اپنی خوشی کس طرح چھپائے۔ وہ بڑے ادب سے بولا : "اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ

نے مُجھے بہترین صلہ دیا ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں آپ کے ہاتھ چوم لوں۔"

حاکم نے اپنا ہاتھ بڑھا دیا اور کسان نے جھُک کر دو تین بار اُس کو چوما۔ پھر حاکم نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ کسان یہ سوچ کر کہ حاکم کی طرف پیٹھ کرنا گُستاخی ہو گی اُلٹا چلتا ہوا محل سے باہر نکل گیا۔ اُلٹا چلتے ہوئے غریب کی کبھی ستونوں سے ٹھوکر لگتی اور کبھی اُن کے ساتھ کھڑے ہوئے غُلاموں سے ٹکراتا۔ وہ کئی بار گرتے گرتے بھی بچا مگر اُس نے حاکم کی طرف پیٹھ نہ کی کہ کہیں بے ادبی نہ ہو جائے۔

جو غلام حاکم کو شراب پلانے پر مامور تھا اُسے کسان کی یہ حرکت بڑی عجیب سی لگی لیکن اُس نے خیال کیا کہ شاید کسان کے بچے زیادہ ہیں، بے چارے ہمیشہ بھوکے رہتے ہوں گے اس لیے تھوڑے سے گیہوں زیادہ

ملنے پر اُس نے خوشی سے حاکم کے ہاتھ چومنے اور اُلٹا چلنا شروع کر دیا۔ اُسے کسان کی حالت پر بہت ترس آیا۔ وہ اِسی سوچ میں گُم تھا کہ یکایک حاکم کی ایک گھرکی نے اُسے چونکا دیا۔

”غُلام! تُو اپنے ہوش میں ہے؟ تیرے حواس کہاں ہیں؟ میرے لیے شراب لا۔“

غُلام حاکم کی ڈانٹ سے سراسیمہ ہو گیا۔ اُس نے جلدی سے شراب کی صراحی اور پیالہ میز پر سے اٹھایا اور تیزی سے حاکم کی طرف بڑھا۔ وہ جانتا تھا کہ اگر حاکم کو شراب ملنے میں دیر ہوئی اور اُسے غصّہ آ گیا تو بیس کوڑے سے کم سزا نہ ملے گی۔ وہ جلدی سے جو آگے بڑھا تو اُس کا پاؤں میز کے پائے میں اُلجھا اور وہ مُنہ کے بل زمین پر گر گیا۔ شراب کی صراحی زمین پر گر کر ٹوٹ گئی اور چینی پیالے کے ٹکڑے ہو گئے۔ غُلام کے ہوش اُڑ گئے۔

اس میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ زمین سے سر اُٹھاتا۔ دربار میں سنّاٹا چھا گیا۔ غُلام نے نیچی نگاہوں سے حاکم کی طرف دیکھا۔ حاکم کے ہونٹ غصّے سے کانپ رہے تھے۔ وہ چیخ کر بولا :

"اے احمق !گدھے !تو نے چینی کا پیالہ توڑ دیا؟ جلّاد!"

جلّاد تیزی سے اپنی کرسی سے اُٹھا اور اپنی چمکتی ہوئی تلوار اُٹھا کر غُلام کی طرف بڑھا۔ غُلام نے جلّاد کو سر پر کھڑا دیکھا تو فریاد کرنے لگا۔

"خُدارا مُجھ پر رحم کیجئے۔ مُجھے معاف کر دیجئے۔ بہ خدا میں بے قصور ہوں۔"

حاکم غصّے سے بولا : "آج بہت اچھّا دِن تھا۔ دِن کا بہت اچھّا آغاز ہوا تھا لیکن تو نے سب غارت کر دیا۔ میرا چینی پیالہ توڑ دیا۔ مُجھے یہ پیالہ بہت عزیز تھا۔ یہ تُجھ جیسے کئی غُلاموں سے زیادہ قیمتی تھا۔ اِس کے باوجود تو چاہتا

ہے کہ میں تُجھے معاف کر دوں۔"

پھر وہ جلّاد سے بولا :

"جلّاد! اپنا کام کر۔ اِس کو لے جا کر قتل کر دے تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔"

جلّاد نے اُلٹے ہاتھ میں تلوار پکڑی۔ سیدھا ہاتھ غُلام کی کمر میں ڈالا۔ سر زمین سے اِس طرح اٹھایا جیسے بکری کے بچّے کو اُٹھاتے ہیں۔ غلام ایک بے بس پرندے کی طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگا اور فریاد کرنے لگا۔ کسی نے اُس کی فریاد نہ سُنی۔ حاکم جو ابھی تک غصّے سے کانپ رہا تھا، اپنے آپ سے کہنے لگا :

"یہ پیالے میرے لیے چین سے لائے گئے تھے۔ اگر ہر روز اس طرح

ایک پیالہ ٹوٹتا رہا تو ایسے پیالے مُجھے پھر میسّر نہ آ سکیں گے۔“

پھر وہ اپنے مخصوص انداز میں چیخ کر بولا: ”جو بھی چینی پیالہ توڑے گا، میں اُس کی جان لے لوں گا۔“

غُلام نے سوچا کہ وہ یہ کیسے کہے کہ اگر ایک پیالہ ٹوٹ گیا ہے تو کیا ہوا انیس اور چینی پیالے تو محل میں موجود ہیں۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کُچھ کہنا سُننا بے کار ہے۔ پیالے کے بدلے اُس کی جان تو جانی ہی ہے۔

جب جلّاد اُس کو قتل کرنے کے لیے محل سے باہر لے جا رہا تھا تو اچانک ایک خیال بجلی کی طرح اُس کے ذہن میں کوندا۔ وہ چلّا کر بولا: ”جان کی امان ہو تو میں اِس پیالے کے ٹکڑوں کو جوڑ دوں۔“

حاکم نے، جس کو چین سے لائے گئے یہ پیالے بہت عزیز تھے، یہ سُن کر

جلّاد کو حکم دیا کہ غُلام کو واپس لے آئے۔ جلّاد پلٹ کر آیا اور غُلام کو، جسے وہ قتل کرنے لے جا رہا تھا، لا کر حاکم کے سامنے زمین پر ڈال دیا۔ حاکم نے اُس سے پوچھا: "تُو کِس طرح اِن ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑے گا؟"

غُلام نے جو اپنے حواس پر قابو پانے کی کوشش کر رہا تھا۔ لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا: "چین سے جو آدمی اِن پیالوں کو لے کر آیا تھا، اُس نے اِن کو جوڑنے کا طریقہ مُجھے سکھلا دیا تھا۔ آپ حُکم دے دیجئے کہ دوسرے انیس پیالے لا کر مُجھے دِکھا دیے جائیں تا کہ میں یہ دیکھ لوں کہ اصل حالت میں یہ پیالہ کیسا تھا۔ اِس کے بعد میں ٹوٹے ہوئے ٹکڑوں کو جوڑ دوں گا۔"

حاکم بولا: "ٹھیک ہے، تُجھے امان دی۔ اب ٹوٹے ہوئے پیالے کو میرے سامنے جوڑ کر دِکھا۔"

پھر اُس نے خزانچی کو حُکم دیا کہ چین سے آئے ہوئے اُنیس پیالے اِس کے پاس لائے جائیں۔ حاکم کے حُکم پر اُنیس چینی پیالے لائے گئے اور اُنھیں ایک قطار سے حاکم کے سامنے رکھ دیا گیا۔ پھر موت کے پھندے میں گرفتار غُلام کو ان پیالوں کے پاس لایا گیا تاکہ وہ ٹوٹے ہوئے پیالے کی شکل اچھّی طرح دیکھ لے۔ لیکن غُلام نے قریب آتے ہی پوری طاقت سے پیالوں کو پاؤں اور ہاتھوں سے توڑنا شروع کر دیا۔

حاکم یہ دیکھ کر چیخا : "ارے کیا کر رہا ہے؟ کیا پاگل ہو گیا ہے؟ ارے اس کو پکڑو!"

وزیر، جلّاد اور دو تین غلام اُس پر جھپٹے اور اُس کو دبوچ لیا، لیکن اِس سے پہلے کہ وہ اُسے پکڑتے، غُلام اپنا کام کر چُکا تھا۔ اُس نے سارے چینی پیالے توڑ ڈالے تھے۔ حاکم غصّے سے کانپ رہا تھا اور اُس کی آنکھیں

سُرخ ہو گئی تھیں۔ اُس کے مُنہ سے الفاظ نہیں نکل رہے تھے۔ وہ حیرت سے کبھی غُلام کو دیکھتا اور کبھی ٹوٹے ہوئے پیالوں کو۔ پھر وہ چیخ کر بولا: "جلّاد! اِس کو اِسی جگہ قتل کر دے۔"

جلّاد نے دوسرے غُلاموں سے کہا کہ اِس کے ہاتھ پاؤں پکڑیں۔ پھر اُس نے تلوار بُلند کی کہ اُس کی گردن تن سے الگ کر دے۔ اِس لمحے حاکم کو خیال آیا کہ غُلام سے یہ تو پوچھنا چاہیے کہ اُس نے یہ حرکت کیوں کی؟ سارے پیالے کیوں توڑ ڈالے؟ اُس نے چیخ کر جلّاد سے کہا:

"ٹھیر جا!" حاکم نے غُلام سے پوچھا: "بتا تُو نے میرے خوب صورت پیالوں کو کیوں توڑا؟"

غُلام جانتا تھا کہ اب اُس کی موت یقین ہے۔ اِس لیے وہ موت سے بے

خوف ہو گیا تھا۔ وہ سر اُٹھا کر بولا :

"میں جانتا ہوں کہ مُجھے تو مرنا ہی ہے۔ لیکن میں نے یہ کام کر کے اُنیس دوسرے غُلاموں کو مرنے سے بچا لیا ہے۔"

حاکم غصّے سے کھڑا ہو گیا اور حاضرین پر نگاہ ڈالی۔ سب غُلام کو غصّے سے دیکھ رہے تھے۔ حاکم طنزیہ لہجے میں بولا : "اچھّا تو تُجھے دوسرے غُلاموں کی فکر تھی؟" پھر اُس نے جلّاد کو آواز دی۔ جلّاد آگے بڑھا اور غُلام کی گردن اُڑا دینے کے حُکم کے انتظار میں سر جھُکا کر کھڑا ہو گیا۔

حاکم نے کہا :

"اِس کو قتل کرنے کی بجائے لے جا کر شکنجے میں کس دے۔ پھر جب یہ مرنے کے قریب پہنچ جائے تو طبیبوں سے کہہ کہ وہ اِس کا علاج کریں۔

جب یہ ٹھیک ہو جائے تو پھر اِسے شکنجے میں کس۔ یہاں تک کہ یہ مرنے لگے۔ اُنیس مرتبہ اِس کے ساتھ یہی عمل کر۔ اُنیس مرتبہ اِس کو شکنجے میں ڈال کر کس تاکہ اُنیس مرتبہ یہ موت کی آرزو کرے۔ یہ اِس کی سزا ہے۔"

جلّاد نے تعظیماً سر جھُکایا اور غُلام کو پکڑ کر لے چلا۔

شکنجے میں کسے جانے کے بعد غُلام زخموں سے چور پڑا تھا۔ طبیب اُس کا علاج کر رہے تھے تاکہ وہ ٹھیک ہو جائے تو دوبارہ اُس کو جلّاد کے حوالے کریں۔ اُس کے زخم ٹھیک ہوتے جا رہے تھے اور وہ تن درست ہوتا جا رہا تھا لیکن جب غُلام کو یہ خیال آتا کہ اُسے دوبارہ شکنجے میں کسا جائے گا اور اُس کی ہڈّیاں پسلیاں توڑی جائیں گی تو وہ خوف سے کانپ اُٹھتا۔ وہ دُعا کرتا کہ اس کو موت آ جائے تاکہ اِس اذیت سے بچ جائے۔ اُس کے پاؤں میں بیڑیاں اور ہاتھوں میں زنجیریں پڑی تھیں اور جلّاد اُس کے پوری

طرح ٹھیک ہو جانے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ ایک بار پھر اُسے شکنجے میں کسے۔

غُلام کے دِن اور رات اِسی خوف اور فکر میں گزر رہے تھے کہ ایک رات جب ہر طرف گھرا اندھیرا چھایا ہوا تھا غُلام کو دو آدمیوں کے چلنے کی آواز آئی۔ وہ اُس کی طرف آ رہے تھے۔ وہ سیاہ چادر سے اپنے چہرے چھپائے ہوئے تھے۔ اُنہیں دیکھ کر غُلام پریشان ہو گیا اور اُس نے گھبرا کر پوچھا: "آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟"

اُن میں سے ایک نے جواب دیا: "گھبراؤ نہیں! ہم تمہاری مدد کرنے آئے ہیں۔"

غُلام حیران ہو گیا اور بولا: "میری مدد کرنے؟"

وہ سمجھا کہ شاید وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ اُس نے اپنی بیڑیوں اور زنجیروں کو ہلا کر دیکھا کہ یہ حقیقت ہے یا خواب۔ وہ کہنے لگے :

"ہم تمھیں یہاں سے نکالنے کے لیے آئے ہیں۔ تُم جس قدر جلد ہو شہر سے دور چلے جاؤ۔ دِن میں آرام کرنا اور رات کو سفر تاکہ پکڑے نہ جاؤ۔"

پھر اُنھوں نے غُلام کو بیڑیوں اور زنجیروں سے آزاد کیا اور ایک تھیلا دیا جس میں کھانے پینے کا سامان تھا۔ خوشی سے غُلام کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ وہ کہنے لگا :

"مگر یہ تو بتاؤ تُم کون ہو اور فرار ہونے میں میری مدد کیوں کر رہے ہو؟"

اُنھوں نے کہا : "ہم حاکم کے غُلام ہیں۔ اگر تُم اُس کے چینی پیالے نہ توڑ ڈالتے تو کسی دِن ہم پیالہ توڑنے کی سزا میں مارے جاتے۔ تُم نے پیشگی

ہماری جان بچالی۔ بہتر یہ ہے کہ تمہیں یہ نہ معلوم ہو کہ ہم کون ہیں۔ بس اب جلدی کرو اور یہاں سے نکل جاؤ۔"

غُلام اُن سے لپٹ گیا اور روتے ہوئے کہنے لگا: "یہ حاکم بہت ظالم ہے۔ کسی نہ کسی بہانے تمہاری جان لے لے گا۔ بہتر ہے تُم دونوں بھی میرے ساتھ یہاں سے بھاگ چلو۔"

وہ بولے: "اگر تُم چاہتے ہو کہ دوسروں کے لیے بھاگنے کا راستہ کھُلا رہے تو کوشش کرنا کہ پکڑے نہ جاؤ۔"

تینوں غُلاموں نے روتے ہوئے ایک دوسرے کو اللہ حافظ کہا۔ وہ غُلام جس نے اُنیس پیالے توڑے تھے قید خانے سے نکل کر رات کے اندھیرے میں گُم ہو گیا اور وہ دو غُلام جو اُسے آزاد کرنے کے لیے آئے

تھے اپنے راستے پر لوٹ گئے۔

ختم شد